ٹائٹل کاپی رائٹ — ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ واسع علیم — رجسٹرڈ ایل نمبر ۴۳۵

الفضل قادیان بٹالہ — THE ALFAZL QADIAN — قیمت فی پرچہ ۱ر

الفضل

اخبار ہفتہ میں دوبار

قادیان

ایڈیٹر — غلام نبی — اسسٹنٹ ظہور احمد خان

نمبر ۴۲	مورخہ ۲۷ر نومبر ۱۹۲۳ء	یوم سہ شنبہ	مطابق ۱۸ر ربیع الآخر ۱۳۴۲ھ	جلد ۱۱

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت ہیں۔ احمدیہ ٹورنامنٹ کے متعلق جو تاریخیں پہلے مقرر تھیں وہ ملتوی ہوگئی تھیں۔ اب انشاء اللہ ۲۵ر نومبر تا ۲ر دسمبر ٹورنامنٹ ہوگا۔

جناب حافظ روشن علی صاحب آریوں سے کامیاب مباحثہ کرکے مع اپنے ہمراہیوں کے واپس تشریف لے آئے۔ پہلے ان کا دہرم بھکشو سے مباحثہ ہوا۔ اور دوسرے دن آریوں نے مباحث پنڈت رام چندر دہلوی کو پیش کیا۔ اس مباحثہ کی مفصل رپورٹ آئندہ شائع کی جائے گی۔

مغربی افریقہ میں تبلیغ احمدیت
تین نئے تعلیم یافتہ احمدی

(نوشتہ مولوی فضل الرحمٰن صاحب مبلغ)

علاقہ الیشا میں احمدیہ جلسہ

سالٹ پانڈ سے قریباً چالیس میل کے فاصلے پر ایک علاقہ ہے۔ جو الیشا (Assin) کے نام سے مشہور ہے۔ خاکسار پہلی دفعہ وہاں اپریل ۱۹۲۳ء میں گیا تھا۔ وہاں کی جماعتوں نے انتہا درجہ کا اخلاص دکھایا۔ حتیٰ کہ مجھ سے سالٹ پانڈ مرکز کو ترک کرکے وہاں پر جا رہنے کے لئے استدعا کی۔ اور پورے جوش کے ساتھ میرے لئے مکان بنانے کو تیار ہوگئے۔ مگر چونکہ وہ علاقہ بالکل ایک طرف الگ تھلگ واقع ہوا ہے۔ اس لئے وہاں پر مستقل طور پر مرکز کا تبدیل کر دینا مناسب نہ تھا۔ لہٰذا میں نے ان کے اخلاص کا شکریہ ادا کرکے معذرت چاہی۔ اس کے بعد کی شیطان نے ان کو بہکایا اور صراط مستقیم سے دور لے گیا۔ جس کی اطلاع ... بالکل نہ ہو ...

جناب مفتی محمد صادق صاحب

(کی آمد)

جناب مفتی صاحب موصوف کے ایک تازہ خط سے جو ۲۹ر اکتوبر کا پیرس سے لکھا ہوا ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ آپ ۹ر نومبر کو جہاز سے بذریعہ مارسیلز سے سوار ہوں گے۔ آج (۲۵ر نومبر) بذریعہ تار معلوم ہوا ہے۔ کہ جناب مفتی صاحب ۲۳ر نومبر بخیریت بمبئی پہنچ گئے ہیں۔

کہ ان کی لاپرواہی اور بے اعتنائی کو دیکھتا در
سنمرم ہوتا رہا۔ اور اسی انکی سستی پر محمول کرتا رہا۔ آخر
امیر الامراء چیف مہدی اور دیگر اکابر جماعت کے
ساتھ ۲۰ ستمبر کو وہاں کے لئے روانہ ہوا۔ تا دیکھوں
کہ حقیقت کیا ہے ؛

راستہ کی تکلیف سورج کی تپش نے راستہ میں مجھے یاد دلا دیا۔ کہ افریقہ میں سفر کر رہا ہوں۔ اور منزل تک پہونچتے پہونچتے مجھے بیہوش کر کے گرا دیا۔ عشا کے وقت طبیعت سنبھلی۔ اور دور سے جو احباب جلسہ میں شامل ہونے کے لئے پہنچے تھے۔ وہ بیقرار تھے۔ کہ حق کا کوئی کلمہ سنیں۔ گو میری یہ حالت تھی۔ جو میں نے بیان کی۔ لیکن ان کی بیقراری کو دیکھکر اور یہ سمجھ کر کہ زندگی کا کوئی اعتبار نہیں۔ محض توفیق ایزدی سے کھلے میدان میں اور چاند کی چاندنی میں لیکچر شروع کیا۔ اہل دیہہ سے کثیر التعداد عیسائی اور بت پرست شامل تھے۔ شرک کی تردید۔ اللہ تعالےٰ کی صفات اور حضرت مہدی علیہ السلام کی آمد کے بیان پر لیکچر تھا۔ بعد از لیکچر سوالات کا موقع دیا گیا جو عیسائیوں اور بت پرست دونوں قوموں نے کئے اور ان کے جوابات دیئے گئے۔ ۱۱ بجے شب یہ جلسہ ختم ہوا۔ پہلے دن ایک تو دیر سے اس گاؤں میں پہنچا تھا۔ دوسرے بیماری نے کسی سے بات نہ کرنے دی۔ اس لئے ۲۱ ستمبر کو معلوم ہوا۔ کہ یہ لوگ جماعت سے منقطع ہو چکے ہیں۔ اس پر ان کو سمجھایا۔ نصائح کیں۔ میں نے بھی اور دیگر احباب نے بھی۔ الحمد للہ بعد نماز جمعہ سب نے دوبارہ سلسلہ میں داخل ہونے کا اقرار کیا ان کے نام حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور ارسال کر دیئے گئے ہیں۔ احباب ان کی استقامت اور ایمان میں ترقی کے لئے دعائیں فرمائیں ؛

تین خواندہ عیسائی احمدی ہو گئے کماسی کے قریب موضع ہینسو (Hwnsu Town) میں ہمارے ایک نوجوان تعلیم یافتہ دوست محمد ایڈرسن نام اپنا تجارتی کاروبار کرتے ہیں۔ علم حاصل کرنے کا ان کو بہت شوق ہے۔ جلسہ مذکورہ پر شمولیت کے لئے خاص طور پر وہ آئے تھے۔ ان کے ذریعہ اللہ تعالےٰ نے تین خواندہ مسیحی نوجوانوں کو سلسلہ میں داخل ہونے کی توفیق بخشی۔ ان کی درخواست بیعت حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور ارسال کر دی گئی ہیں۔ اسلامی نام عبد اللہ۔ حکیم اور محمود رکھے گئے۔ احباب ان کی استقامت کے لئے دعا فرماویں ؛

چیف مہدی یہ احمدی مسلمانان گولڈ کوسٹ کے امیر ہیں۔ چالیس سال ہوئے اسلام گولڈ کوسٹ میں داخل ہوا تھا۔ یہ دوسرے شخص ہیں۔ جو مسلمان ہوئے تھے۔ اب ان کی عمر ۹۰ سال سے تجاوز کر گئی ہے۔ آنکھیں بالکل جاتی رہی ہیں۔ مگر یہ ۹۰ سالہ بوڑھا اخلاص میں ۲۵ سالہ جوان ہے باوجود بصارت کے جاتے رہنے اور بدن کے بالکل ضعیف ہونے کے ہر جلسہ میں ساتھ جاتے ہیں۔ سلسلہ احمدیہ کے اس جگہ آنے سے پہلے وہ اس بات پر رویا کرتے تھے۔ کہ ان کے بعد مسلمانوں کا کون خبر گیران ہوگا۔ اور اکثر خواب میں "سفید آدمیوں" کے ذریعہ نور الٰہی گولڈ کوسٹ میں داخل ہوتا دیکھتے تھے چنانچہ ہم ہر دو خادمان اسلام (مکرمی مولوی نیر صاحب اور خاکسار) کو ہماری آمد سے بہت پہلے انہوں نے رویا میں دیکھا۔ کہ ہمارے ذریعہ آسمانی نور اس ملک میں آیا ہے۔ اب وہ خوش ہیں۔ کہ گو وہ موت کے کنارے ہیں۔ مگر اللہ نے مسیح موعود علیہ السلام کے خادمان کو بھیج دیا ہے۔ جو ان بھیڑوں کی گلہ بانی کرینگے۔ احباب ان کی ترقی اخلاص زیادتی ایمان کے لئے بہت بہت دعائیں کریں۔ اور دعا فرماویں کہ جو حسرت ان کے دل میں احمدیت کے آنے سے پہلے پیدا ہوتی تھی اور اب خوشیوں میں متبدل ہو گئی ہے۔ ان مسرت کے باغوں کے شیریں اثمار اپنی زندگی میں ہی دیکھ لیں ؛

سکول یہاں کے سکول میں اس وقت ۵ لڑکے ہیں۔ انگریزی و عربی ان کو پڑھائی جاتی ہے۔ زیادہ تر وقت میں خود سکول میں دیتا ہوں۔ بلوغ المرام بھی ۲ لڑکوں کو شروع کرائی گئی ہے۔ جو انگریزی استاد کی مدد سے میں خود پڑھاتا ہوں ؛

ڈاک ایام زیر رپورٹ میں ۹ خطوط وصول ہوئے۔ اور ۲۰ باہر بھیجے گئے ؛

ترجمان نوجوان سیکرٹری مشن سٹربن یامین کیلسن ترجمان کا کام کرتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے اس نوجوان کو ترجمانی کا خاص ملکہ عطا فرمایا ہے۔ اور میرے لب و لہجہ کو خوب سمجھتے ہیں۔ ان کو کچھ مشکلات ہیں۔ ورنہ وہ اپنے آپ کو سلسلہ کی خدمات کے لئے وقف کر دینا چاہتے ہیں۔ احباب ان کے لئے دعا فرماویں ؛

دعا کی درخواست گولڈ کوسٹ کی جماعتوں۔ اپنے لئے اور اپنی والدہ صاحبہ کی صحتیابی کے لئے احباب کرام سے دعا کی درخواست کرتے ہوئے عریضہ ہذا ختم کرتا ہوں ؛

ایام جلسہ میں علیحدہ مکان کی خواہش رکھنے والے احباب کیلئے اطلاع

عام طور پر دیکھا جاتا ہے۔ کہ اکثر احباب عین جلسہ کے موقعہ پر آکر علیحدہ مکانوں کا مطالبہ کر۔تے ہیں جس کا پورا کرنا منتظمین کے لئے بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ جیسا کہ ہمارے اکثر احباب کو معلوم ہے۔ کہ عام حالات میں بھی قادیان میں مکانوں کا ملنا مشکل ہوتا ہے پھر ایسے ہجوم کے موقعہ پر کس طرح فوری طور پر میسر آ سکتے ہیں۔ اس لئے میں تمام ایسے احباب کو جو علیحدہ مکانوں کی خواہش رکھتے ہیں۔ اس اعلان کے ذریعہ مطلع کرتا ہوں۔ کہ وہ مہربانی فرما کر ۱۰ دسمبر تک خاکسار کو اطلاع دے دیں۔ تاکہ ابھی سے انتظام شروع کر دیا جائے۔ گو میں یقینی وعدہ تو نہیں کہ تاکہ اس قسم کے تمام مطالبات کو پورا کر سکوں مگر انشاء اللہ کوشش پوری کی جائے گی۔ لیکن ۱۰ دسمبر کے بعد آنیوالی اطلاعوں کے متعلق میں کسی قسم کا بھی وعدہ نہیں کر سکتا۔

(خاکسار عبد الرحمٰن مصری خادم جلسہ سالانہ)

دن بدن ان کی لاپرواہی اور بے اعتنائی کو دیکھتا در مغموم ہوتا رہا۔ اور اسے انکی سستی پر محمول کرتا رہا۔ آخر امیر الامرا، چیف مہدی اور دیگر اکابر جماعت کے ساتھ ۲ستمبر کو وہاں کے لئے روانہ ہوا۔ تا دیکھوں کہ حقیقت کیا ہے ؛

راستہ کی تکلیف سورج کی تپش نے راستہ میں مجھے یاد دلا دیا۔ کہ افریقہ میں سفر کر رہا ہوں۔ اور منزل تک پہونچتے پہونچتے مجھے بیہوش کر کے گرا دیا۔ عشا کے وقت طبیعت سنبھلی۔ اور دوسرے جو احباب جلسہ میں شامل ہونے کے لئے پہنچے تھے۔ وہ بیقرار تھے۔ کہ حق کا کوئی کلمہ سنیں۔ گو میری یہ حالت تھی۔ جو میں نے بیان کی۔ لیکن ان کی بیقراری کو دیکھکر اور یہ سمجھ کر کہ زندگی کا کوئی اعتبار نہیں۔ محض توفیق ایزدی سے کھلے میدان میں اور چاند کی چاندنی میں لیکچر شروع کیا۔ اہل دیہہ سے کثیر التعداد عیسائی اور بت پرست شامل تھے۔ شرک کی تردید۔ اللہ تعالیٰ کی صفات اور حضرت مہدی علیہ السلام کی آمد کے بیان پر لیکچر تھا۔ بعد از لیکچر سوالات کا موقع دیا گیا جو عیسائیوں اور بت پرست دونوں قوموں نے کئے اور ان کے جوابات دیئے گئے۔ ۱۱ بجے شب یہ جلسہ ختم ہوا۔ پہلے دن ایک تو دیر سے اس گاؤں میں پہنچا تھا۔ دوسرے بیماری نے کسی سے بات نہ کرنے دی۔ اس لئے ۱۳ر ستمبر کو معلوم ہوا۔ کہ یہ لوگ جماعت سے منقطع ہو چکے ہیں۔ اس پر ان کو سمجھایا۔ نصائح کیں۔ میں نے بھی اور دیگر احباب نے بھی۔ الحمد للہ بعد نماز جمعہ سب نے دوبارہ سلسلہ میں داخل ہونے کا اقرار کیا ان کے نام حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور ارسال کر دیئے گئے ہیں۔ احباب ان کی استقامت اور ایمان میں ترقی کے لئے دعائیں فرمائیں ؛

تین خواندہ عیسائی احمدی ہو گئے کماسی کے قریب موضع ہینشو ([illegible]) میں ہمارے ایک نوجوان تعلیم یافتہ ... نام اپنا تجارتی کاروبار کرتے ہیں۔ ... شوق ہے۔ جلسہ مذکورہ پر

شمولیت کے لئے خاص طور پر وہ آئے تھے۔ ان کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے تین خواندہ مسیحی نوجوانوں کو سلسلہ میں داخل ہونے کی توفیق بخشی۔ ان کی درخواست بیعت حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور ارسال کر دی گئی ہیں۔ اسلامی نام عبد اللہ۔ حکیم اور محمود رکھے گئے۔ احباب ان کی استقامت کے لئے دعا فرماویں ؛

چیف مہدی یہ احمدی مسلمانانِ گولڈ کوسٹ کے امیر ہیں۔ چالیس سال ہوئے اسلام گولڈ کوسٹ میں داخل ہوا تھا۔ یہ دوسرے شخص ہیں۔ جو مسلمان ہوئے تھے۔ اب ان کی عمر ۹۰ سال سے تجاوز کر گئی ہے۔ آنکھیں بالکل جاتی رہی ہیں۔ مگر یہ ۹۰ سالہ بوڑھا اخلاص میں ۲۵ سالہ جوان ہے باوجود بصارت کے جاتے رہنے اور بدن کے بالکل نحیف ہونے کے ہر جلسہ میں ... جاتے ہیں۔ سلسلہ احمدیہ کے اس جگہ آنے سے پہلے وہ اس بات پر رویا کرتے تھے۔ کہ ان کے بعد مسلمانوں کا کون خبر گیراں ہوگا۔ اور اکثر خواب میں "سفید آدمیوں" کے ذریعہ نور الٰہی گولڈ کوسٹ میں داخل ہوتا دیکھتے تھے چنانچہ ہم ہر دو خادمانِ اسلام (مکرمی مولوی نیر صاحب اور خاکسار) کو ہماری آمد سے بہت پہلے انہوں نے رویا میں دیکھا۔ کہ ہمارے ذریعہ آسمانی نور اس ملک میں آیا ہے۔ اب وہ خوش ہیں۔ کہ گو وہ موت کے کنارے ہیں۔ مگر اللہ نے مسیح موعود علیہ السلام کے خادمان کو بھیج دیا ہے۔ جو ان بھیڑوں کی گلہ بانی کرینگے۔ احباب ان کی ترقیِ اخلاص زیادتیِ ایمان کے لئے بہت بہت دعائیں کریں۔ اور دعا فرماویں کہ جو حسرت ان کے دل میں احمدیت کے آنے سے پہلے پیدا ہوتی تھی اور اب خوشیوں میں متبدل ہو گئی ہے۔ ان مسرت کے باغوں کے شیریں اثمار اپنی زندگی میں ہی دیکھ لیں ؛

سکول یہاں کے سکول میں اس وقت ۱۵ لڑکے ہیں۔ انگریزی و عربی ان کو پڑھائی جاتی ہے۔ زیادہ تر وقت میں خود سکول میں دیتا ہوں۔ بلوغ المرام بھی لڑکوں کو شروع کرائی گئی ہے۔ جو انگریزی استاد کی مدد سے میں خود پڑھاتا ہوں ؛

ڈاک ایام زیر رپورٹ میں ۸ خطوط وصول ہوئے اور ۱۲۰ باہر بھیجے گئے ؛

ترجمان نوجوان سیکرٹری مشن مسٹر بن یامین کیسن ترجمان کا کام کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس نوجوان کو ترجمانی کا خاص ملکہ عطا فرمایا ہے۔ اور میرے لب و لہجہ کو خوب سمجھتے ہیں۔ ان کو کچھ مشکلات ہیں۔ ورنہ وہ اپنے آپ کو سلسلہ کی خدمات کے لئے وقف کر دینا چاہتے ہیں۔ احباب ان کے لئے دعا فرماویں ؛

دعا کی درخواست گولڈ کوسٹ کی جماعتوں۔ اپنے لئے اور اپنی والدہ صاحبہ کی صحتیابی کے لئے احباب کرام سے دعا کی درخواست کرتے ہوئے عریضہ ہذا ختم کرتا ہوں ؛

ایام جلسہ میں علیحدہ مکان کی خواہش رکھنے والے احباب کیلئے اطلاع

عام طور پر دیکھا جاتا ہے۔ کہ اکثر احباب عین جلسہ کے موقعہ پر آکر علیحدہ مکانوں کا مطالبہ کرتے ہیں۔ جس کا پورا کرنا منتظمین کے لئے بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ جیسا کہ ہمارے اکثر احباب کو معلوم ہے۔ کہ عام حالات میں بھی قادیان میں مکانوں کا ملنا مشکل ہوتا ہے پھر ایسے ہجوم کے موقعہ پر کس طرح فوری طور پر میسر آسکتے ہیں۔ اس لئے میں تمام ایسے احباب کو جو علیحدہ مکانوں کی خواہش رکھتے ہیں۔ اس اعلان کے ذریعہ مطلع کرتا ہوں۔ کہ وہ مہربانی فرما کر ۱۰ دسمبر تک خاکسار کو اطلاع دے دیں۔ تاکہ ابھی سے انتظام شروع کر دیا جائے۔ گو میں یقینی وعدہ تو نہیں کر تاکہ اس قسم کے تمام مطالبات کو پورا کرسکوں۔ مگر انشاء اللہ کوشش پوری کی جائے گی۔ لیکن ۱۰ دسمبر کے بعد آنیوالی اطلاعوں کے متعلق میں کسی قسم کا بھی وعدہ نہیں کرسکتا ؛

(خاکسار عبد الرحمٰن مصری خادم جلسہ سالانہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۲۷ نومبر سنہ ۱۹۲۳ء

آریہ اخبارات کی فتنہ انگیزی

قادیان اور مذبح

کچھ عرصہ ہؤا آریہ اخبارات نے جو ہندو مسلم تعلقات میں کشیدگی پیدا کرنے اور ان کو بد سے بدتر بنانے میں دن رات لگے رہتے ہیں۔ یہ افواہ اڑائی کہ قادیان کے احمدیوں نے ضلع گورداسپور میں شرارت کا نیا شاخسانہ کھڑا کرنے کے لئے ڈپٹی کمشنر صاحب گورداسپور کو یہ درخواست دی ہے۔ کہ قادیان میں بوچڑخانہ قایم کیا جائے" اور اس کی آڑ میں قریباً تمام آریہ ہندو اخبارات نے جماعت احمدیہ کے خلاف نہایت دل آزار اور تہذیب و اخلاق سے گرے ہوئے الفاظ استعمال کئے۔ اور جماعت احمدیہ قادیان پر یہ الزام لگایا۔ کہ ہندوؤں کے جذبات کو ٹھیس لگانے اور فساد پیدا کرنے کے لئے مذبح بنانا چاہتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی یہ بھی غلط بیانی کی۔ کہ قادیان کے اردگرد دو دو تین تین میل کے فاصلہ پر تمام گاؤں ہندوؤں اور سکھوں کے ہیں۔ اور تمام کے جذبات بھڑکے ہوئے ہیں۔ اگر افسران ضلع گورداسپور کی طرف سے کوئی فوری تدابیر اختیار نہ کی گئیں۔ تو اندیشہ ہے۔ کہ بھاری فساد ہو جائے"۔

مگر یہ شور و شر محض بے بنیاد اور جھوٹا تھا۔ نہ جماعت احمدیہ قادیان نے بوچڑخانہ کے لئے کوئی درخواست دی۔ اور نہ اس کا اس قسم کی کسی درخواست سے کوئی تعلق تھا۔ اور نہ قادیان کے اردگرد ہندوؤں کے گاؤں ہیں۔ بلکہ اکثر گاؤں مسلمانوں کے ہیں۔ جہاں ایک بھی گھر ہندوؤں کا نہیں۔ مثلاً ننگل چھوٹا اور بڑا۔ قادر آباد۔ بھینی۔ کھارا۔ احمد آباد وغیرہ۔ یہ سب ایسی باتیں ہیں۔ جن سے حکام ضلع بخوبی واقف ہیں۔

لیکن باوجود اس کے آریہ اخبارات نے مذبح کی درخواست کو جماعت احمدیہ قادیان کی طرف منسوب کر کے غلط طریق سے لوگوں میں اشتعال پیدا کرنا چاہا اور فتنہ و فساد کی آگ بھڑکانے کی کوشش کی۔ اگر قادیان کے احمدی مذبح کے لئے گورنمنٹ سے اجازت حاصل کرنے کے لئے درخواست دیتے۔ تو یہ ان کا حق تھا۔ اور ان کی امن پسندی کا ثبوت۔ کیونکہ وہ گورنمنٹ سے باقاعدہ منظوری حاصل کر کے اپنے اس حق سے فائدہ اٹھاتے جو انہیں حاصل ہے۔ لیکن کس قدر حیرت ہے کہ آریہ اخبارات نے اول تو جھوٹ موٹ جماعت احمدیہ قادیان کی طرف بوچڑخانہ کی درخواست منسوب کر دی اور پھر گورنمنٹ سے حصول اجازت کی درخواست کو "احمدیوں کی شرارت" اور "بھاری فساد" کی وجہ قرار دیدیا۔ کیا کسی امر کی گورنمنٹ سے منظوری حاصل کرنیکی کوشش کو کوئی شریف آدمی شرارت کہہ سکتا ہے۔ اور کیا قانون کی پابندی کو کوئی صحیح الدماغ فساد کا باعث بتا سکتا ہے۔ لیکن آریوں کے نزدیک قانونی طور پر اجازت حاصل کرنے کا نام شرارت اور فساد ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ ہمارے خلاف اشتعال پیدا کرنے کے لئے انہیں کوئی بہانہ چاہیئے۔ جس کی بنا پر شور و شر برپا کر سکیں۔ اور ان لوگوں کو جو حقیقت سے ناواقف ہیں غلط فہمی میں ڈال سکیں۔ حالانکہ قادیان کے ہندوؤں کا جماعت احمدیہ کے متعلق خواہ کیسا ہی افسوسناک رویہ ہو۔ اور وہ نقصان رسانی کا کوئی موقع نہ جانے دیتے ہوں۔ تو بھی ہم ان کے جذبات اور احساسات کا یہاں تک خیال رکھتے ہیں۔ کہ عید اضحیٰ کے موقع پر جبکہ قانونی طور پر ہمارے لئے گائے کی قربانی کرنے میں کوئی روک نہیں۔ امام جماعت احمدیہ نے خاص حکم دے رکھا ہے۔ کہ کوئی احمدی قادیان میں گائے کی قربانی نہ کرے۔ پھر قانونی لحاظ سے ذاتی استعمال کے لئے گائے کا ذبح کرنا منع نہیں۔ اور ہمارے کئی صیغے ایسے ہیں۔ جن میں استعمال کرنے کے لئے روزانہ دو تین گائیں ذبح کی جا سکتی ہیں۔ مثلاً لنگر خانہ۔ بورڈنگ مدرسہ احمدیہ اور بورڈنگ ہائی سکول۔ ان میں کم از کم ایک ایک گائے کا گوشت صرف ہو سکتا ہے۔ اور پھر سالانہ جلسہ پر ایک کافی تعداد گایوں کی ذبح کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن باوجود اس کے کہ اخراجات میں کمی کرنے کے لئے اس کی ضرورت ہے۔ پھر بھی امام جماعت احمدیہ کی طرف سے قطعاً اجازت نہیں ہے۔ کہ ان ضروریات کے لئے گائے ذبح کی جائے اور نہ ہی کسی دوسری جگہ سے گوشت لا کر فروخت کرنے کی اجازت ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے اس حکم اور جماعت قادیان کے اس طرز عمل سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ ہندوؤں کے جذبات کی پاسداری کے لئے ہم اپنے جائز حق سے بھی فائدہ نہیں اٹھا رہے۔ لیکن آریہ اس کا یہ بدلا دے رہے ہیں۔ کہ سراسر غلط اور جھوٹی باتیں پھیلا کر فتنہ پیدا کرنا چاہتے ہیں۔

اب پہلی خبر کو بدل کر ایک اور رنگ میں پیش کیا گیا ہے۔ اور وہ یہ کہ ایک گاؤں "بھینی" میں بوچڑخانہ کے لئے درخواست دی گئی ہے۔ اس کے متعلق بھی واویلا مچایا گیا ہے۔ اور کہا گیا ہے۔ کہ اس سے ہندوؤں کی دل آزاری ہوگی۔ فساد ہو جائے گا۔ یہ ہو جائیگا وہ ہو جائیگا۔ اس کے متعلق اول تو ہم یہ کہہ دینا چاہتے ہیں۔ کہ اس قسم کی کسی درخواست سے جماعت احمدیہ کا کوئی تعلق نہیں لیکن اگر کسی شخص نے ایک ایسے گاؤں کے صلاح و مشورہ سے جو دوسری تحصیل میں واقع ہے۔ اور جس کی تمام کی تمام آبادی مسلمان ہے۔ اور ایک شخص بھی ہندو وہاں نہیں رہتا۔ مذبح کی اجازت کے لئے درخواست دی ہے۔ تو اس نے کونسا جرم کیا ہے۔ اور اس کے خلاف آریوں کو شور مچانے

اور جماعت احمدیہ کے متعلق خلاف تہذیب الفاظ استعمال کرنے کا کیا حق ہے۔ پھر ہماری سمجھ میں یہ بات بھی نہیں آتی۔ کہ مذبح کی باقاعدہ اجازت حاصل کر کے اپنے جائز حق سے فائدہ اٹھانے سے آریوں کی دل آزاری کیونکر ہوتی ہے۔ کیا اس سے قبل پنجاب کی سرزمین پر کوئی مذبح یا بالفاظ آریہ اخبارات "گوچڑخانہ" نہیں ہے۔ کیا مختلف مقامات پر روزانہ بہت بڑی تعداد میں گائیں ذبح نہیں ہوتیں۔ کیا تمام شہروں میں سربازار گائے کا گوشت فروخت نہیں ہوتا۔ اگر ایسا ہوتا ہے۔ اور یقیناً ہوتا ہے تو ایک چھوٹے سے گاؤں "بھینی" میں جو بالکل مسلمانوں کا گاؤں ہے۔ اس میں مذبح کی اجازت مل جانے پر کونسا پہاڑ ٹوٹ پڑے گا۔ جس سے آریوں کی دل آزاری ہو گی۔ اور فتنہ فساد پھوٹ پڑے گا۔ یہ تو شورش انگیزی کے لئے محض بہانہ ہے۔ اور اسی لئے گورنمنٹ سے اجازت حاصل کرنا ضروری ہے۔ تاکہ شوریدہ سر اور فتنہ پرداز لوگ فتنہ انگیزی نہ کریں۔ اور مسلمانوں کو ان کے ایک ملکی اور مذہبی حق سے محروم نہ رکھیں ؛

پھر ہم پوچھتے ہیں۔ اگر مذبح کی اجازت حاصل کر کے حکام کی مقررہ شرائط کے ماتحت اس سے فائدہ اٹھانے سے ہندوؤں کی دل آزاری ہوتی ہے۔ اور وہ چاہتے ہیں۔ کہ اجازت نہ ملے تو کیا وہ بھی اس امر کے لئے تیار ہیں۔ کہ ان کے جن افعال سے مسلمانوں کی دل آزاری ہوتی ہے۔ وہ ان سے چھڑانے کے لئے گورنمنٹ سے کہیں۔ مثلاً بت پرستی اسلام کے نزدیک ایسا ناپاک فعل ہے جسے ہر ایک مسلمان ناپسند کرتا۔ اور اس کا ارتکاب ہوتا دیکھکر اپنے دل میں سخت درد اور تکلیف محسوس کرتا ہے۔ مگر کیا ہندو پسند کرینگے کہ اگر وہ کہیں مندر بنانے لگیں۔ تو مسلمان اس بنا پر گورنمنٹ کے پاس شور مچا دیں۔ کہ چونکہ اس میں بت پرستی کی جائیگی۔ جس سے ہماری دل آزاری ہوگی اس لئے اس کے تعمیر کرنے کی اجازت نہیں دینی چاہیئے۔ ورنہ بڑا فساد ہو جائے گا ؛

اسی قسم کی اور کئی باتیں ہیں۔ جن کے متعلق مسلمان بھی وہی کچھ کہہ سکتے ہیں۔ جو آریہ ہندو اپنی طرف سے مذبح کے متعلق کہہ رہے ہیں لیکن یہ سب فتنہ انگیزی کی باتیں ہیں۔ اس طرح کبھی امن قایم نہیں ہو سکتا۔ قیام امن کی یہی صورت ہے۔ کہ ایک مذہب والے دوسرے مذاہب کے مذہبی احکام اور اصول میں قطعاً دخل نہ دیں اور اپنے اپنے مذہب کے مطابق عمل کرنے میں ہر ایک آزاد ہو۔ اسی اصل کے ماتحت ہم آریوں سے کہتے ہیں۔ کہ مذبح کے خلاف ان کا شور مچانا بالکل بے ہودہ ہے۔ وہ اگر گائے کو متبرک سمجھتے ہیں۔ تو سمجھیں۔ ان کو کون منع کرتا ہے۔ لیکن اسلام اس کے گوشت کو استعمال کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ اور مسلمانوں کو حق ہے۔ کہ اس اجازت سے فائدہ اٹھائیں۔ اس سے روکنے کا ہندوؤں کو کیا حق ہے۔ اور خاص کر اس صورت میں جب کہ مسلمان گورنمنٹ کے مقرر کردہ قواعد اور شرائط کے ماتحت اپنے اس حق کو استعمال کرنا چاہتے ہوں ؛

اس کے متعلق ہم حکام ضلع گورداسپور سے بھی یہی کہیں گے۔ کہ آریہ اخبارات کے بے جا شور و شر کو بالکل نظر انداز کر کے غور کرنا چاہیئے۔ اور مسلمانوں کو انکے جائز حقوق سے محروم نہیں رکھنا چاہیئے ؛

یہ چونکہ ایک مذہبی حق کا سوال ہے۔ جس کے خلاف آریوں کے شور و شر مچانے کی وجہ سے ہمیں لکھنا پڑا۔ ورنہ ہم قادیان کے ہندوؤں کو ممکن سے ممکن رعائت دینے اور ان کے جذبات اور احساسات کا خاص خیال رکھنے کے لئے نہ صرف ہر وقت تیار اور آمادہ ہیں۔ بلکہ اس پر عمل پیرا بھی ہیں۔ اسی لئے باوجود سخت ضرورت کے آج تک قادیان میں مذبح کیلئے کوئی کوشش نہیں کی گئی۔ لیکن اس کا نتیجہ یہ نہیں ہونا چاہیئے۔ کہ قادیان سے باہر کسی دوسرے گاؤں میں بھی جہاں ہندوؤں کا نام ونشان نہیں وہ روک اوٹ پیدا کرنا

آریہ اخبارات کی درشت کلامی

لالہ شردہانند جی نے ۱۳ نومبر ۱۹۲۳ء کے اخبار "تیج" میں مسلمان اخبارات پر یہ الزام لگایا تھا۔ کہ باوجود اسپیشل کانگرس کی فہمائش کے مسلمان اخبارات آریوں کے خلاف سخت کلامی کر رہے ہیں۔ مگر آریہ اخبارات صبر سے ان کی گالیوں کو برداشت کر رہے ہیں۔ اس کے متعلق خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی نے ۱۵ نومبر کے رسالہ "درویش" میں ایک مضمون رقم فرمایا ہے۔ جس میں مسلمانوں کے خلاف آریوں کی درشت کلامی کی جو چند تازہ مثالیں پیش کی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ لکھی ہے۔

"کیسری مورخہ ۵ نومبر صفحہ ۲ کالم ۴ میں ایڈیٹر کا نوٹ ہے "سمجھوتہ یا احمقانہ اعلان" اس سرخی کے بعد لکھا ہے "کل کے پرچہ میں ناظرین احمدیوں کے گرو گھنٹال مسٹر بشیر الدین احمد کا یہ احمقانہ اعلان مطالعہ فرما چکے ہیں "

مسلمانوں کے ایک بہت بڑے فرقے کے پیشوائے اعظم کے متعلق گرو گھنٹال اور احمقانہ کا لفظ لکھنا سخت کلامی ہے یا نہیں "

جناب خواجہ صاحب کا یہ لکھنا بالکل صحیح ہے۔ کہ "اگر صرف ایک دن کے آریہ اخبارات کو نظر غور سے دیکھا جائے۔ تو سینکڑوں باتیں سخت کلامی کی مسلمانوں کے خلاف مل جائیں گی " لیکن اس کے متعلق یہ توقع رکھنا کہ "جناب سوامی (شردہانند) صاحب کو شرمانا چاہیئے" قطعاً بے جا ہے۔ کیونکہ سوامی جی آریہ اخبارات کی درشت کلامی سے ناواقف نہیں۔ اور وہ خود اسلام کے خلاف اپنی تحریروں اور تقریروں میں جس تہذیب سے کام لیتے رہے ہیں۔ وہ بھی ظاہر ہے۔ مگر باوجود اس کے وہ درشت کلامی کا الزام مسلمان اخبارات اور مسلمان مبلغوں پر لگاتے ہیں۔ حالانکہ مسلمان اخبارات کو اگر کچھ لکھنا پڑتا ہے۔ تو محض جواب کے طور پر۔ ورنہ ابتدا آریوں کی طرف سے ہی ہوتی ہے۔ اگر آریہ اخبارات سخت کلامی سے باز آجائیں اور درشت الفاظ استعمال کر کے مسلمانوں کا دل دکھانا چھوڑ دیں۔ تو پھر مسلم اخبارات کو کچھ لکھنے کی ضرورت ہی نہ رہے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

خطبہ جمعہ

جماعت احمدیہ کے مقصد کی اہمیت اور اس کے حصول کی کوشش

فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی

۱۶ر نومبر ۱۹۲۳ء بمقام لاہور۔

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

ہر ایک انسان دنیا میں اپنے لئے کوئی نہ کوئی

مقصد اور مدعاء

رکھتا ہے جب کسی آدمی کو بھی دیکھو۔ اُسکی زندگی میں حرکت اُسکے کاموں میں جوش اور اُسکے ارادوں میں بلندی تبھی ہوگی جبکہ وہ کوئی ایسا کام کر رہا ہوگا جسکے ساتھ اسکا مدعاء اور مقصد وابستہ ہوگا۔ اور جب کسی کے سامنے کوئی مقصد ور مدعا نہ ہے۔ اُسی وقت اُسکی زندگی موت سے بدل جاتی ہے۔ وہ گو زندوں میں نظر آتا ہے۔ مگر در اصل وہ

مُردوں میں شامل

ہوتا ہے۔ پس زندگی کے کیا معنے ہیں۔ اسکے معنے کوئی مقصد اور مدعا اپنے سامنے رکھنا ہے۔ بیشک ایسی چیزیں ہیں۔ جو کوئی مقصد نہیں رکھتیں۔ اور پھر بھی زندہ رہتی ہیں۔ مگر وہ حیوانات والی زندگی ہے۔ اور انسانوں اور حیوانوں میں یہی فرق ہے کہ انسان اپنا ایک مقصد رکھتے ہیں۔ اور حیوانوں کے سامنے جو چیز آجائے وہ ہی مقصد بنجاتی ہے۔ انکے برخلاف انسان ایک چیز کو مقصد کے طور پر سامنے رکھ کر اُسکی طرف چلتا ہے۔ اور جب اسے وہ حاصل ہو جاتی ہے۔ تو پھر اور کو مقصد قرار دے لیتا ہے۔ اور جب وہ بھی حاصل ہو جاتی ہے تو پھر اور کو۔ اور یہی سلسلہ چلتا رہتا ہے۔

بچپن سے لیکر بڑھاپے تک

دیکھلو۔ تمام انسانوں کی یہی حالت ہے۔ جونہی بچہ ہوش سنبھالتا ہے۔ اور تمیز حاصل کرتا ہے اُسی وقت سے دانا اور عقلمند لوگ اس میں

زندگی کی روح

پیدا کرنے کیلئے اسکے سامنے مقصد رکھتے ہیں۔ مثلاً بچہ کھیلیں کھیلتا ہے۔ اُسوقت اُسکے سامنے یہ مقصد ہوتا ہے کہ فتح حاصل کرنی ہے۔ ہمارے ملک میں عام طور پر بچے کبڈی اور گیند سے کھیلتے ہیں۔ ان کھیلوں میں بچوں کا جب تک یہ مقصد ہوتا ہے کہ مقابل والے کو ہرانا اور خود فتح حاصل کرنی ہے۔ اُسوقت تک جوش سے کھیلتے ہیں اور جب مقابل والے کھیلنا چھوڑ دیں تو بیٹھ جاتے ہیں۔ کوئی نہیں سمجھ سکتا کہ گیند کو ڈنڈا مارنے سے کیا لطف حاصل ہوتا ہے۔ اور نہ کھیلنے والوں کی یہ غرض ہوتی ہے۔ بلکہ انکی غرض اور مقصد یہ ہوتا ہے کہ گیند کو فلاں جگہ پہنچانا ہے اس سے بچوں میں

ہوشیاری اور چُستی

پیدا ہوتی ہے۔ اور اس طرح انہیں کچھ مشق ہوتی ہے۔ کہ وہ اپنے سامنے کوئی مقصد اور مدعاء رکھیں۔ مگر انکا اُسوقت کا مقصد چھوٹا ہوتا ہے۔ جو چند منٹ میں حاصل ہوجاتا ہے۔ پھر جب بچے سکولوں میں داخل ہوتے ہیں۔ تو ذرا بڑا مقصد اُن کے سامنے ہوتا ہے۔ جو ایک سال میں حاصل ہوتا ہے۔ یعنی سال کے بعد امتحان دیتے ہیں۔ اور اگلی جماعت میں چلتے ہیں۔ اگر لڑکوں کا امتحان نہ ہو تو بہت سے لڑکے جاہل ہی رہیں۔ امتحان ہی اُن سے محنت کراتا ہے اور یہی صحیح طور پر وقت صرف کرنیکی طرف مائل کرتا ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ امتحان دینا ہے اسلیئے محنت کرتے ہیں۔ اور ایک امتحان جب پاس کر لیتے ہیں تو دوسری جماعت کا امتحان دینا انکا مقصد بن جاتا ہے۔ پھر تیسری جماعت کا پھر چوتھی کا۔ یہانتک کہ جب تعلیم کے زمانہ کو ختم کر لیتے ہیں۔ تو انکو اپنا مقصد بدلنا پڑتا ہے۔ اور اُسوقت اُنکا مقصد یہ ہوتا ہے۔ کہ

مال و دولت

پیدا کریں۔ تاکہ آرام و آسایش کی زندگی بسر کر سکیں۔ وہ اسکے لیئے محنت کرتے رہتے ہیں۔ اور پھر اس سے اوپر ترقی کرتے ہیں بچے پیدا ہوتے ہیں۔ اُنکی تعلیم و تربیت کے سامان مہیا کرنے کے لیئے محنت و مشقت کرتے ہیں۔ اگر ان باتوں کو علیحدہ کر دیا جائے تو کوئی آدمی محنت نہ کرے۔ امتحانات کو ترک کر دیا جائے بیوی بچوں کے خیال کو علیحدہ کر دیا جائے۔ معیشت کی فکر کو چھوڑ دیا جائے تو

انسان مُردوں کی طرح

ہو جائے گا۔ اور اسکا صرف یہ کام رہ جائے گا۔ کہ جب کھانا سامنے آگیا تو کھا لیا۔ پس مقاصد ہی انسان کی حیات کو حقیقی طور پر ظاہر کرتے ہیں۔ اور انہی سے زندگی کی روح پیدا ہوتی ہے جس انسان کے سامنے یہ مقصد ہو کہ بیوی بچوں کو کھلانا پلانا ہے۔ وہ اور رنگ میں کوشش کرے گا۔ اور جس بادشاہ کے سامنے سارے ملک کا انتظام ہو وہ اور رنگ میں کوشش کریگا۔ دونوں کی کوششوں میں فرق ہوگا۔ عام انسان کم کوشش کرے گا۔ اور بادشاہ کی کوشش بہت زیادہ ہوگی حتیٰ کہ بعض ممالک کے حکمراں انسانوں کی ذمہ واریاں اس قدر بڑھی ہوئی ہوتی ہیں کہ میں نے ایک اخبار میں پڑھا۔ جس میں لکھا ہے کہ امریکہ کی پریزیڈنٹی انسانوں کی قاتل ہے۔ کیونکہ تین سال کے عرصہ میں ملک کے بہترین انسان کو مار دیتی ہے۔ یا مار دینے کے برابر کر دیتی ہے۔ تو جتنا بڑا کوئی مقصد ہوتا ہے۔ اسکے لیئے اُتنی ہی زیادہ کوشش کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور حقیقی زندگی مقاصد سے ہی حاصل ہوتی ہے۔ پس جبکہ ہم یہ عام نمونہ دیکھتے ہیں۔ اور تمام انسانوں کی

زندگی مقاصد سے وابستہ

پاتے ہیں۔ تو اس سے بڑھکر خوش قسمتی اور کیا ہو سکتی ہے۔ کہ کسی کو ایسا اعلیٰ درجہ کا مقصد ملجائے جسکے مقابلہ کا اور کوئی مقصد نہ ہو۔ اور اسکے لیئے اسی ایسی کوشش کرنیکا موقع ملے۔

جیسی کسی اور مقصد کے لیئے نہ کی جاتی ہو۔ اور نہ کی جانی ممکن ہو۔

اسلام نے اس مقصد کو مدنظر رکھتے ہوئے۔ کہ حیات مقصد سے وابستہ ہوتی ہے۔ اور حیات انسان کو اسلیئے دی گئی ہے۔ کہ جو اسکا مقصد ہے اسے وہ پورا کرکے دکھائے۔ اور دنیا میں خدا تعالیٰ کا مظہر بنے۔ اسلام نے انسان کا یہ مقصد رکھا ہے۔ کہ اسے

خدا مل جائے

یہ اتنا بڑا اور عظیم الشان مقصد ہے جو کبھی ختم نہیں ہو سکتا اسلیئے اسکے حاصل کرنیوالوں کو کبھی سست نہیں ہونا چاہیئے کئی لوگ کہا کرتے ہیں۔ کہ ہم نے

دنیا کے سارے کام

کر لیئے۔ اب ہمیں اپنے کھانے پینے کے لیئے یا بیوی بچوں کو کھلانے کے لیئے محنت کرنے کی ضرورت نہیں۔ بچے جوان ہو گئے ہیں وہ سب کچھ کر رہے ہیں۔ ایسا انسان چارپائی پر لیٹا رہتا ہے۔ اور کوئی کام نہیں کرتا یا کچھ کام کر ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ قویٰ اسکو جواب دے چکے ہوتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ دنیاوی مقاصد ایسے ہیں کہ وہ یا تو ختم ہو جاتے ہیں۔ یا انسان اُن کے حصول کی کوشش کرنے سے رکا جاتا ہے۔ اور وہ ایسے ہوتے ہیں کہ انسان انکو پورا کر ہی نہیں سکتا۔ جیسے کہ اگر کوئی بوڑھا چاہے کہ کچھ کما لے تو کما نہیں سکتا۔ ایسی حالت میں جو لوگ ہوتے ہیں وہ کُڑھتے ہیں۔ مگر اسلام نے انسان کے لیئے ایسا مقصد رکھا ہے۔ کہ اُس کے لیئے جتنی کوشش کریں تھوڑی ہے۔ اور خواہ کسی حالت میں ہوں اسکے لیئے کوشش کر سکتے ہیں۔

دنیاوی مقاصد

کی تو یہ حالت ہے۔ کہ مثلاً کوئی ملازمت کی تلاش میں ہے۔ جب ملازمت مل گئی تو اسکا مقصد حاصل ہو گیا۔ بیوی بچوں کے لیئے مال جمع کرنا چاہتا ہے۔ جب مال مل گیا تو اسکا مقصد پورا ہو گیا۔ بیماری سے صحت یاب ہونا چاہتا ہے۔ جب صحت ہو گئی تو اسکا مقصد ختم ہو گیا۔ مگر اسلام نے انسان کا جو یہ مقصد رکھا ہے۔ کہ

اللہ تعالیٰ کی ملاقات

حاصل ہو۔ وہ ایسا ہے۔ کہ جو کبھی ختم نہیں ہو سکتا۔ کوئی انسان یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ مجھے خدا مل گیا ہے۔ اور اب مجھے اور ترقی کرنے کی ضرورت نہیں رہی۔ بعض نادان اعتراض کیا کرتے ہیں۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو

اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ

کہا کرتے تھے تو کیا اُن کو سیدھا راستہ نہیں ملا تھا۔ مسلمان کہتے ہیں۔ کہ وہ ساری دنیا کے لیئے ہادی اور راہ نما ہیں مگر انکو تو خود سیدھا راستہ نہ ملا ہوا تھا کیونکہ وہ کہتے رہے کہ اے خدا مجھے سیدھا راستہ دکھا۔ اگر کہو کہ انکو سیدھا راستہ ملا ہوا تھا تو معلوم ہوا (نعوذ باللہ منہ) وہ جھوٹ کہتے تھے اور اگر نہیں ملا ہوا تھا تو وہ دوسروں کے ہادی کسطرح ہو سکتے ہیں۔ مگر یہ اعتراض کرنے والوں کی نادانی ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سیدھا راستہ تو ملا ہوا تھا مگر وہ راستہ کبھی

ختم نہ ہونیوالا راستہ

ہے۔ اعتراض کرنے والے اھدنا الصراط المستقیم کی دعا کو اسطرح سمجھتے ہیں جسطرح بچے مٹھائی وغیرہ مانگتے ہیں۔ کہ جب انکو مل گئی تو انکا مقصد حاصل ہو گیا۔ مگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو کچھ مانگتے تھے وہ کبھی نہ ختم ہونیوالا مقصد تھا۔ اور اگر آپ اس درجہ سے جو آپ کو حاصل تھا۔ کروڑوں اور اربوں درجہ بھی زیادہ بڑھ جاتے۔ تو بھی آپ کا مقصد ختم نہیں ہو سکتا تھا۔ یہی

مقصد عالی

تھا جسکی وجہ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ایسی روح پیدا ہو گئی تھی کہ آپ کا کوئی لمحہ ضائع نہ جاتا تھا۔ کیونکہ آپ یہ سمجھتے تھے کہ آپ کا اتنا اعلیٰ مقصد ہے کہ خواہ اسکے لیئے آپ کتنی بھی کوشش کریں پھر بھی رستہ باقی ہی رہے گا۔ پس نادان ہیں وہ لوگ جو اس بات پر حیران ہوتے ہیں۔ کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتنی بڑی شان کے ہوتے ہوئے کیوں اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ کی دعا کرتے تھے۔ ہم کہتے ہیں۔ آپ کی زندگی تو الگ رہی۔ اب بھی آپ درجہ میں آگے ہی آگے چل رہے ہیں۔ جسدن رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فوت ہوئے تھے۔ اُسدن روحانیت کے لحاظ سے آپ جو تھے وہ آج نہیں ہیں۔ آیندہ بھی نہیں رہینگے۔ بلکہ اور ہو نگے کیونکہ ہر لمحہ اور ہر گھڑی آپ ترقی کر رہے اور

آگے ہی آگے قدم

بڑھا رہے ہیں۔ کیونکہ آپ نے اپنی ترقی کے لیئے وہ راستہ چُنا ہے۔ جو کبھی ختم ہی نہیں ہو سکتا۔

پھر اسلام نے انسان کے لیئے وہ مقصد رکھا ہے کہ اگر اسکے

ہاتھ پاؤں شل

ہو جائیں تو بھی اس مقصد کو چھوڑ نہیں سکتا۔ اور اس سے الگ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اسکے لیئے یہ شرط ہے کہ جیسے سامان کسیکو میسر ہوں۔ اور جس حالت میں کوئی ہو اسکے مطابق کوشش کرے۔ پس کوئی شخص اس مقصد کو اسلیئے نہیں چھوڑ سکتا کہ اسکے سامان نہیں مل سکتے ہیں۔ بلکہ جب کوئی ایسی حالت میں ہی کوشش کرتا ہے تو جو کمیاں ہوتی ہیں۔ وہ خدا تعالیٰ خود پوری کر دیتا ہے۔ دنیاوی مقاصد کی تو یہ حالت ہے کہ مثلاً کوئی شخص موٹر پر سفر کر رہا ہو جو رستہ میں ٹوٹ جائے یا خراب ہو جائے۔ ایسی حالت میں وہ آگے نہیں چل سکے گا۔ لیکن اسلام یہ کہتا ہے کہ جسقدر طاقت تم میں ہے اگر وہ خرچ کر دو گے۔ تو بقیہ کا خدا خود سامان کر کے تمہیں

منزل مقصود

تک پہنچا دیگا۔ اگر تمہاری سواری کی گاڑی ٹوٹ جائے تو کوئی پرواہ نہیں خدا کے فرشتے تمہیں اپنی گود میں بٹھا کر خدا کے پاس لیجائینگے۔ شرط یہ ہے کہ تم اپنی طرف سے پوری پوری کوشش کرو۔ اگر کسیکے ہاتھ نہیں اور وہ اُن سے کام نہیں لیتا تو خدا کی طرف سے بھی اُسے کوئی مدد نہیں ملے گی۔ مگر جسکے پاؤں ہوں اور وہ اُن سے کام لے تو جو کمی رہ جائے۔ اسے

خدا تعالیٰ کے فرشتے

پوری کر دیتے ہیں۔ اب اگر کوئی لولا لنگڑا مسجد میں جا کر جماعت کے ساتھ نماز نہیں پڑھتا یا جسکے پاس مال نہیں۔ وہ زکوٰۃ

نہیں رہتا۔ تو وہ اسی طرح اپنے مقصد کو حاصل کرے گا۔ جس طرح ایک شخص جس کے پاس مال ہے۔ اور وہ اس کو خدا کے لئے خرچ کرتا ہے ہاتھ پاؤں ہیں۔ اور ان سے خدا کے رستہ میں کام لیتا ہے۔ ایک دفعہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جہاد پر جا رہے تھے۔ کہ آپ نے فرمایا مدینہ میں کچھ ایسے لوگ ہیں۔ جو

ویسا ہی ثواب

حاصل کرتے ہیں۔ جیسا تم لوگ جو جہاد کے لئے نکلے ہو۔ تم کسی وادی میں سے نہیں گزرتے۔ جس میں وہ تمہارے ساتھ نہیں ہوتے۔ اور تم کوئی خفت نہیں اٹھاتے۔ جس کا ثواب ان کو نہیں ملتا۔ صحابہ نے کہا یہ عجیب بات ہے۔ کہ وہ آرام سے گھروں میں بیٹھے اتنا ہی ثواب حاصل کر رہے ہیں۔ جتنا جہاد کے لئے نکلنے والے۔ آپ نے فرمایا۔ وہ ایسے لوگ ہیں۔ جن کے دل چاہتے ہیں۔ کہ وہ بھی اسی طرح جہاد کے لئے نکلیں۔ جس طرح تم نکلے ہو۔ مگر ان کے پاس سامان نہیں۔ اور وہ مجبور ہیں۔ اس لئے خدا تعالٰے ان کو بھی وہی ثواب دے گا۔ جو تم کو دے گا۔

تو دنیا کے مقاصد اور روحانی مقاصد میں دو

عظیم الشان فرق

ہیں۔ روحانی مقصد کبھی بدلتا نہیں۔ شروع سے چلتا ہے۔ اور انتہا کو چلا جاتا ہے۔ اسمیں تبدیلیاں نہیں ہوتیں۔ دوسرا فرق یہ ہے۔ کہ اس کے حصول کے لئے کوشش کریں۔ اور جو کمی رہ جائے۔ اسے خدا تعالےٰ خود پورا کر دیتا ہے۔ سکولوں میں تو یہ ہوتا ہے۔ اگر کوئی طالب علم کند ذہن ہو۔ تو وہ امتحان میں فیل ہو جاتا ہے۔ لیکن اسمیں یہ ہے۔ کہ خواہ کوئی کند ذہن ہو۔ اگر وہ محنت کرتا ہے۔ تو فیل نہیں ہوگا۔ اور یہ ایسا

وسیع علم

ہے۔ کہ دین کا یہ حساب بندوں کے سپرد ہی نہیں کیا گیا۔ نادان لوگ کہتے ہیں۔ کہ جب اسلام میں اعمال کے رو سے بدلا ملے گا۔ تو ایک ذہین اعمال میں ترقی کر کے بڑا درجہ حاصل کرے گا اور ایک کم فہم اس سے محروم رہے گا۔ مگر اس مسئلہ کو سمجھ لینے سے یہ اعتراض دور ہو جاتا ہے۔ کہ وہ کمیاں جو کسی کو قدرت کی طرف سے ملی ہوں۔ ان کو مدنظر رکھا جائیگا۔ اور ان کا لحاظ رکھکر

اعمال کا بدلا

دیا جائیگا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ بدلا دینا خدا تعالےٰ نے اپنے ہاتھ میں رکھا ہے۔ کیونکہ بندے کسی کے متعلق صحیح فیصلہ نہیں کر سکتے۔ ممکن ہے ایک شخص کسی مجبوری کی وجہ سے کوئی دینی کام نہ کر سکے۔ اور لوگ سمجھ سکیں۔ کہ سستی اور کوتاہی سے ایسا کرتا ہے۔ مگر خدا تعالیٰ جانتا ہے۔ کہ اسمیں یہ کمی رکھی گئی ہے۔ اس کی وجہ سے ایسا کرتا ہے۔ اس لئے وہ اسکو اتنا ہی بدلا دیگا۔ جتنا اگر اسمیں کمزوری نہ ہوتی اور وہ کام کر کے بدلا پاتا پس ایسے عظیم الشان مقصد اور بدلے کے ہوتے ہوئے اگر کوئی اس کے لئے کوشش نہ کرے۔ تو اس پر افسوس بھی بہت زیادہ ہوگا۔ اگر کسی کے سامنے مقصد نہ ہو۔ تو وہ کہہ سکتا ہے۔ کہ اب میں کیا کروں۔ مگر ایک مسلمان یہ نہیں کہہ سکتا۔ کیونکہ اس کو کہینگے۔ کہ سورہ فاتحہ میں جو صراط مستقیم بتایا گیا ہے۔ وہ کبھی ختم نہیں ہو سکتا۔ اور اگر کہو۔ کہ ہمارے پاس سامان نہیں تو کیا کریں۔ اسکے متعلق کہیں گے۔ اسلام یہ کہتا ہے۔ جتنے سامان ہیں۔ ان کو استعمال کرو۔ بقیہ کا خدا بدلا دیدیگا۔ پس اس قدر آسانیوں کے ہوتے ہوئے۔ اور اتنا اعلیٰ مقصد ہوتے ہوئے اگر کوئی سستی کرتا ہے۔ تو بہت ہی افسوس کے قابل ہے۔ مگر میں افسوس سے کہتا ہوں کہ اپنی جماعت میں ایسے لوگ ہیں۔ جنہوں نے ابھی تک اپنے

مقصد کو ہی نہیں سمجھا

ایک زمانہ میں انہوں نے بحثیں کیں۔ وفات مسیح۔ نبوت مسیح موعود کے مسائل حل ہوگئے۔ تو بیعت کرلی۔ مگر پھر انہوں نے یہ نہ سمجھا۔ کہ کیوں ہندوؤں سکھوں عیسائیوں اور غیر احمدیوں سے لڑتے ہیں۔ لڑنے سے میری مراد دلائل سے لڑنا ہے۔ اگر ہم نے اپنے اندر کوئی تبدیلی نہیں کی۔ تو دوسرے لوگوں سے اختلاف کرنے کا فائدہ کیا۔ بات یہ ہے۔ کہ ایسے لوگ اپنے مقصد اور مدعا کو سمجھے بغیر بیٹھ گئے۔ انہوں نے سمجھا حضرت مسیح موعود کا مان لینا کافی ہے۔ حالانکہ آپ کو مان لینا تو ایسا ہی ہے جیسا کہ کسی مقام تک پہنچنے کا رستہ پوچھ لیا جائے اور صرف رستہ پوچھ لینے سے کوئی اس مقام تک کس طرح پہنچ سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود کا ماننا ایسا ہی ہے۔ جیسے رستہ پوچھ لیا۔ آگے

عمل کا درجہ

شروع ہوتا ہے۔ مگر وہ عمل نہیں کرتے۔ اور اس کو کامیابی کس طرح ہو سکتی ہے جو صرف یہ کہے۔ کہ میں نے مان لیا۔ مگر آگے محنت نہیں کرتا۔ اگر وہ لوگ جنہوں نے حضرت مسیح موعود کو مان لیا۔ ان کی قربانیوں اور دوسروں کی قربانیوں میں زمین و آسمان کا فرق نہیں۔ تو پھر ان کا مان لینا ایسا ہی ہے۔ جیسا کہ دروازہ پر پہونچ کر کوئی اندر نہ داخل ہو۔ اور ایسے لوگوں کی حالت ان سے بدتر ہے۔ جن کو اس مقام کا ابھی پتہ نہیں لگا۔ دیکھو اگر ایک شخص پیاسا ہو۔ مگر اسے پانی کا پتہ نہ ہو۔ کہ کہاں ہے۔ تو قابل الزام نہیں ہوگا۔ قابل افسوس ہوگا۔ مگر ایک شخص جسے پیاس لگی ہوئی ہو۔ اور یہ بھی معلوم ہو۔ کہ فلاں جگہ پانی ہے۔ مگر پیتا نہیں۔ تو وہ قابل افسوس بھی ہے۔ اور قابل ملامت بھی افسوس ہے کہ میں

اپنی جماعت میں ایسے لوگ

دیکھتا ہوں جنہوں نے حضرت مسیح موعود کے دعوے کو پرکھ کر قبول تو کر لیا۔ مگر آگے اس کو پیش نہیں کیا اور بعض تو ایسے ہیں۔ کہ نہ صرف دوسروں کے سامنے انہوں نے پیش نہیں کیا۔ بلکہ اپنی جانوں کی حفاظت کے لئے جو کچھ کرنا ضروری تھا۔ وہ بھی نہیں کیا اور انہوں نے حضرت مسیح موعود کو اس طرح نہیں مانا۔ کہ اصل مدعا حاصل کر سکیں اور نجات پا سکیں میں اپنی جماعت کے لوگوں سے کہتا ہوں۔ کہ صرف مان لینے سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ اگر فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہیں تو اپنی زندگی اس رنگ میں بناؤ۔ کہ تم میں اور دوسروں

میں نمایاں فرق ہو۔

احمدی اور غیر احمدی کی مثال

میرے نزدیک اس طرح ہے۔ کہ غیر احمدی تو بھٹکا ہوا جنگل میں پھر رہا ہے۔ اور احمدی کو راستہ مل گیا ہے لیکن اس حالت تک کوئی بڑا فرق نہیں۔ بلکہ ہو سکتا ہے کہ جو جنگل میں پھر رہا ہے۔ اور راستہ تلاش کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ اسے رستہ مل جائے۔ اور وہ منزل مقصود پر پہنچ جائے۔ مگر وہ احمدی جو حضرت مسیح موعود پر ایمان لا کر یعنی کچھ راستہ طے کر کے بیٹھ جائے وہ اسی حالت میں مر جائے۔ اور اسے کچھ حاصل نہ ہو۔ پس جس قدر اہم مقصد ہو۔ اسی قدر زیادہ کوشش جب تک نہ کی جائے کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی۔ ہماری جماعت کے لوگوں کو چاہیئے۔ کہ اپنی زندگی میں ایسی تبدیلی پیدا کریں اور ایسی روح پیدا کریں۔ کہ جو اس مقصد کے حصول کے لئے ضروری ہے۔ کیونکہ سستیوں سے کبھی کام نہیں چلتا ٭

پچھلی لڑائی

کے متعلق دیکھو وہ یورپ میں ہو رہی تھی۔ مگر کس طرح دنیا کے سارے ملک ہلتے جا رہے تھے۔ ہمارے ملک سے پانچ ہزار میل دور وہ جنگ تھی۔ مگر ہمارا ملک بھی سارے کا سارا متأثر ہو رہا تھا۔ اور تمام لوگ اس کام میں لگے ہوئے تھے۔ لیکن وہ جنگ بھی اس جنگ کے مقابلہ میں کیا حقیقت رکھتی ہے۔ جو ہمیں درپیش ہے۔ وہاں تو یہ لڑائی تھی۔ کہ تلواریں لے کر ایک دوسرے کو قتل کر رہے تھے۔ مگر ہم نے لوگوں کے دلوں کو فتح کرنا ہے۔ پھر وہ لڑائی تو چند ممالک کی دوسرے چند ممالک سے تھی۔ مگر

ہماری لڑائی

ساری دنیا کے خلاف ہے۔ اس لئے ہماری لڑائی کے مقابلہ میں وہ لڑائی حقیر ہے۔ کیونکہ قتل کرنا اتنا مشکل نہیں۔ جتنا دل کو فتح کرنا ہے۔ قتل تو آوارہ اور بدمعاش لوگ بھی کر سکتے ہیں اور کرتے ہیں۔ لیکن کیا کوئی بدمعاش اور بد افعال انسان کسی کو

بدی سے نیکی کی طرف

لا سکتا ہے۔ ایسے انسان کا کسی کو نیکی کی طرف لانا تو الگ رہا بہت سے نیک بھی اس میں رہ جاتے ہیں۔ پس چونکہ ہماری تلوار کا کاٹ بہت دیر میں ہوتا ہے۔ اسلئے ہمارا کام بہت مشکل ہے۔ مگر ساتھ ہی عظیم الشان بھی ہے۔ کیونکہ ظاہری زخم اچھا بھی ہو جاتا ہے۔ مگر ہماری تلوار کا زخم سیا نہیں جا سکتا ٭

پس جنگ عظیم میں جو طاقتیں لڑ رہی تھیں۔ ان میں تھوڑا فرق تھا۔ مگر

ہم دنیا کے مقابلہ میں

کچھ بھی نسبت نہیں رکھتے۔ ہم بہت تھوڑے ہیں۔ اور جن سے ہمارا مقابلہ ہے۔ وہ بہت زیادہ ہیں۔ اس سے سمجھ لو۔ کہ ہمیں زندگی پیدا کرنے اور کام کرنے کی حاصل کرنے کی کس قدر ضرورت ہے۔ کیا لڑائی کے زمانہ میں کوئی انگریز آرام کی نیند سوتا تھا ہرگز نہیں پس اگر وہ نہیں سوتے تھے۔ اور ہم اس جنگ میں آرام سے سو جائیں۔ تو معلوم ہوگا۔ کہ یا تو ہمیں پتہ ہی نہیں کہ ہمارا مقصد اور مدعا کیا ہے۔ یا ہم جان بوجھ کر اپنی ذمہ داریوں سے غفلت کر رہے ہیں۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ

لاہور کی جماعت

(اسوقت میں اسی کو مخاطب کرتا ہوں) جسکو میں کئی سال سے توجہ دلا رہا ہوں۔ کہ یہ شہر جو صوبہ کا مرکز ہے اسمیں خاص طور پر تبلیغ کی کوشش کرو۔ اور زندہ ہو کر کام کرو۔ مگر متواتر توجہ دلانے پر بھی کوئی اثر نظر نہیں آتا۔ تبلیغ کے لئے انجمن بنتی ہے اور ٹوٹ جاتی ہے۔ کام کرنیوالوں سے پوچھتا ہوں تو وہ کہتے ہیں دوسرے لوگ کام نہیں کرتے اسلئے ہم بھی کچھ عرصہ کر کے چھوڑ دیتے ہیں۔ میں کہتا ہوں۔ بیوی بچوں سے تو زیادہ خدا کا تعلق ہے۔ مگر کیا بیوی بچوں کیلئے چند دن کام کر کے پھر چھوڑ دیا جاتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ پھر خدا کے کام کو کیوں چھوڑ دیتے ہیں۔ یہ بات اچھی طرح یاد رکھنی چاہیئے۔ کہ مومن کے لئے

اس دنیا میں آرام نہیں

اور جب تک تم اس بات کو نہ سمجھو کامیابی نہیں حاصل ہو سکتی مومن کے آرام کا وقت اسکے مرنیکے بعد ہوتا ہے۔ اسی لئے اہل اللہ کہتے ہیں۔ کہ مومن کیلئے خوشی کی گھڑی وہ ہوتی ہے جب اس پر موت آتی ہے۔ اور کافر کیلئے وہ دکھ کی گھڑی ہوتی ہے کیونکہ وہ سمجھتا ہے۔ اب میرا آرام ختم ہو گیا اور دکھ شروع ہو گا مگر مومن یہ دیکھتا ہے کہ اب میرا دکھ ختم ہو گیا۔ اور آرام شروع ہوگا۔ پس وہ جو اس دنیا میں آرام سے بیٹھ جاتا ہے اور خدا کی راہ میں تکالیف نہیں اٹھاتا۔ وہ مومن نہیں۔ کیونکہ

مومن کے آرام کا وقت

وہ ہے جبکہ وہ مرتا ہے۔ پس تم لوگ اس بات کو سمجھ کر اپنے اعمال کی اصلاح کرو۔ سستی اور بے استقلالی نہایت افسوسناک باتیں ہیں پھر کسی کی نگرانی اور راہنمائی کا اپنے آپکو محتاج سمجھنا بھی نادانی ہے

نگرانی کے محتاج

بچے ہوتے ہیں۔ مگر مومن جوان ہوتا ہے۔ اور وہ اپنا نگران خدا کو ہی سمجھتا ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ ہی اصل نگرانی کر سکتا ہے۔ دیکھو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی فوت ہو گئے اور حضرت مسیح موعود بھی فوت ہو گئے۔ پھر اور کون ہو سکتا ہے۔ جو ہمیشہ نگرانی کر سکتا ہے۔ اس لئے ایسے زمانے بھی آتے ہیں۔ جبکہ کوئی نگران نہیں ہوتا۔ جیسے مسلمانوں پر زمانہ آیا۔ کہ نہ ان کی خلافت رہی۔ اور نہ امامت۔ اس لئے مومن کو چاہیئے کہ اپنے فرض کو خود پہچانے اور کسی کی یاد دہانی کا محتاج نہ رہے وہ یہ

خاص وقت

ہے۔ جب تم لوگ کام کر کے بڑے بڑے اجر پا سکتے ہو۔ حضرت مسیح موعود کا شعر ہے ؎

امروز قوم من نشناسد مقام من ٭ روزے بگریہ یاد کند وقت خوشترم

کہ آج میری قوم میرا درجہ نہیں پہچانتی۔ مگر ایک وقت آئیگا جبکہ کہیگی۔ کاش ہم مانتے اور اس نعمت سے محروم نہ رہتے پس جب وقت گذر جاتا ہے تو انسان پچھتاتا ہے۔ اس لئے میں آپ لوگوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ گو یہ مامور کا زمانہ نہیں۔ لیکن

مامور کے قرب کا زمانہ

ہے۔ آپ کی تعلیم موجود ہے۔ آپ کو دیکھنے والے موجود ہیں۔ اسلئے اس زمانہ کو قدر کی نگاہ سے دیکھو۔ اور اپنی اصلاح کرو۔ تبلیغ میں سستی نہ کرو اور دوسروں تک پہنچاؤ کیونکہ ایمان اور سستی ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے ٭

خدا کرے آپ لوگ اس بات کو سمجھیں اور اپنے فرض کو پہچانیں۔ تا جلد وہ دن آئے۔ جب ہم دیکھیں۔ کہ کفرستان ہر طرف اسلام ہی اسلام ہو گیا ہے ٭

علاقہ ارتداد میں مولوی صاحبان کی تبلیغ احمدیت

فتنہ ارتداد کے متعلق اپنے بیگانے معترف ہیں۔ کہ جماعت احمدیہ نے جیسا مقابلہ کیا ہے اور کسی نے نہیں کیا۔ خود دشمن نے بھی اسکا اقرار کیا ہے۔ مگر افسوس کہ اسوقت جبکہ جماعت احمدیہ دشمن دین سے برسر پیکار رہے۔ مولوی صاحبان نے احمدی مبلغوں کی مخالفت پر کمر باندھ لی ہے جسکا ذکر معہ ثبوت ہم متعدد بار بذریعہ اخبار کر چکے ہیں)۔ مولوی صاحبان اپنی اس نازیبا حرکت کو چھپانے کے لئے اکثر کہا کرتے ہیں۔ اور اخباروں میں بھی شائع کرتے ہیں کہ چونکہ جماعت احمدیہ کے مبلغین ملکانہ دیہات میں اپنے عقائد پھیلاتے ہیں۔ اسلئے ہم ان کی مخالفت کرتے ہیں۔ ہم دیہات میں جاکر لوگوں کو بہکاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ ان قادیانیوں کو نکال دو یہ کافر ہیں وغیرہ وغیرہ۔ پھر جب لوگ ہم سے پوچھتے ہیں کہ یہ کیا بات ہے تو احمدی مبلغوں کو بتانا پڑتا ہے۔ ایسی صورت میں انصاف پسند انسان خود غور کریں۔ کہ ہمارے مبلغین کیا کریں۔ کیا خاموشی اختیار کرکے لوگوں کو مغالطہ میں ڈالیں اور بوریا بستر باندھ کر گاؤں سے نکل آئیں اور آریوں کو مرتد کرنیکا موقع دیں۔ مثال کے طور پر میں تازہ واقعات درج کرتا ہوں۔ ضلع فرخ آباد میں عرصہ سات ماہ سے احمدی مبلغین کام کر رہے ہیں۔ اور جو کامیابی انکو ہوئی ہے۔ پبلک کو بخوبی معلوم ہے۔ کہ اس میں کسی دوسری جماعت کا مطلق دخل نہیں۔ اگر ثبوت کی ضرورت ہو تو ہم گاؤں گاؤں اور معززین شہر سے تحریری اور زبانی شہادت دلا سکتے ہیں۔

ایک سیاسی مولوی صاحب (مراد جو گورنمنٹ کو گالیاں دیکر مولوی بنا ہو) دو سال کی سزا بصورت قید بھگت کر شہر فرخ آباد میں تشریف لائے۔ اور آتے ہی خلافت و کانگرس وغیرہ سے علیحدہ ہو کر تصفیہ اشدھی میں کام کرنا شروع کیا۔ ایک انجمن تبلیغ الاسلام کی بنیاد رکھی۔ انجمن کے نام کا چار فٹ لمبا بورڈ بازار میں لٹکا دیا۔ مگر اشدھی میں کام کیا کیا۔ شہر کے متصل ایک دو دیہات میں یکہ پر سوار ہو کر پہنچے۔ اور ایک دو مقامات پر ریل کے ذریعہ بھی تشریف لیگئے اور بس۔ آخر آپنے احمدی مبلغوں کے خلاف کوشش شروع کر دی۔ پہلے انجمن رفیق الاسلام کے مکان میں ایک لیکچر دیا جسکا خلاصہ یہ تھا۔ کہ قادیانی کافر ہیں۔ انکو نکالدینا چاہیئے۔ یہ ایک فتنہ ہے۔ مگر خاتمہ میں مولوی صاحب نے اپنی کمزوری کا اقرار اور سلسلہ حقہ احمدیہ کی طاقت کا اظہار ان الفاظ میں کیا کہ "مشکل تو یہ ہے کہ اگر کوئی آریہ یا عیسائی ہو جائے تو اُسکو ہم واپس مسلمان کر سکتے ہیں۔ لیکن اگر کوئی قادیانی ہو جائے تو پھر ایسا پکا ہو جاتا ہے کہ واپس نہیں آ سکتا۔ اسلئے ان لوگوں سے زیادہ خبردار رہنا چاہیئے۔ یہ فتنہ آریوں سے بھی بڑھ کر ہے"۔

اس لیکچر کے بعد مولوی صاحب نے شہر میں مسجد مسجد وعظ کرنا شروع کیا۔ ایک اشتہار جو کہ سورت کے کسی مولوی نے "جماعت احمدیہ کا مصنوعی ایمان" کے عنوان سے شائع کیا تھا۔ ان مولوی صاحب نے دوبارہ کتاب سے چھپوا کر شہر اور مواضعات میں تقسیم کیا۔ اسطرح شہر میں ایک چرچا شروع ہے۔ ہر شخص ہم سے ہمارے اعتقادات کے متعلق دریافت کرتا ہے۔ اور ہم ہر طرح اُسکو تسلی بخش جواب دیتے ہیں۔ اب دانشمند لوگ بتلائیں کہ اس میں ہمارا کیا قصور ہے۔ دراصل مولوی صاحبان ہمارے عقائد خود پھیلاتے ہیں۔ اور ہمارے لیئے تبلیغ احمدیت کا موقع پیدا کرتے ہیں۔ اخبار مشرق مورخہ ۱۷ ستمبر ۱۹۲۳ء میں جناب مولوی فتح اللہ صاحب سیکرٹری انجمن تہذیب الاسلام فرماتے ہیں۔ کہ میں نے ضلع فرخ آباد میں دورہ کرتے ہوئے معلوم کیا ہے۔ کہ احمدیہ جماعت کے نمایندگان عام مسلمانوں میں اپنے عقائد کی تبلیغ کر رہے ہیں۔ اور مثال میں موضع سکندرپور کو پیش کیا ہے اسکے متعلق میں یہ کہوں گا۔ کہ جناب مولوی صاحب ممدوح موضع سکندرپور میں اُسوقت تشریف لائے جبکہ مخالف مولویوں نے خود ہمارے عقائد کو گاؤں والوں پر کھول دیا تھا۔ اُسوقت ہمارا فرض تھا کہ ہم لوگوں کو مغالطہ سے بچاتے۔ اور اپنے صحیح عقائد سمجھاتے۔ اس گاؤں میں دو تین ملا ایسے ہیں جنہوں نے خود ہمیں اپنے عقائد بتانے پر مجبور کیا۔ اور ہم گاؤں والوں سے اسکی شہادت دلا سکتے ہیں۔ تاہم مولوی صاحب موصوف کے ہم ممنون ہیں۔ کیونکہ گاؤں والوں نے ہمیں بتلایا ہے۔ کہ مولوی فتح اللہ صاحب نے مخالف ملانوں کو سمجھایا۔ کہ احمدی مبلغوں سے مت الجھو۔ ان کو کام کرنے دو۔ میں ضلع فرخ آباد کا انسپکٹر انسداد ارتداد ہونے کی حیثیت سے ثبوت دے سکتا ہوں کہ احمدی مبلغین نے کسی موضع [illegible] نہ قصبہ نہ شہر میں مخالفت میں پیش قدمی نہیں کی بلکہ میں صاف صاف اور کھلے کھلے ثبوت اس امر کے رکھتا ہوں۔ کہ مولوی صاحبان نے مخالفت میں پیشقدمی کی اور ہمیں کافر کہا۔ ہمارے عقائد کو بگاڑ کر پبلک کو بھڑکایا۔ اور بھڑکایا جا رہا ہے۔ والسلام

محمد شفیع اسلم انسپکٹر انسداد ارتداد ضلع فرخ آباد۔

ضروری اطلاع

کونسل صوبہ پنجاب اور اسمبلی و انسرائے کل ہندوستان کی ممبری کا انتخاب علیحدہ علیحدہ ہوگا۔ اسمبلی وائسرائے صاحب بہادر کی ہندوستان کیلئے پنجاب سے ممبر منتخب ہونے کیلئے کئی حلقے ہیں ایک حلقہ کمشنری انبالہ۔ ضلع لودھیانہ۔ جالندھر۔ ہوشیارپور۔ کانگڑہ کا ہے۔ اس علاقہ کی طرف سے جو امیدوار کھڑے ہوئے ہیں۔ انمیں نواب زادہ محمد لیاقت حسین صاحب حقانی (علیگ آکسن) بیرسٹرایٹ لاکرنال کو جماعت احمدیہ کیطرف سے ووٹ دینے کا مشورہ دیا جاتا ہے۔ دفتر امور عامہ کی طرف سے صاحب موصوف کے ساتھ خط وکتابت ہو چکی ہے۔ اور تمام حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے۔ انہیں بمقابلہ دوسرے امیدواران کے ووٹ دیئے جانیکے لیئے ترجیح دی گئی ہے۔ اور صاحب موصوف نے بھی اسمبلی مذکور میں مسلمانوں کے حقوق کو مدنظر رکھنے کا اطمینان دلایا ہے۔ اسلیئے سب احمدی احباب کو جو مقامات مذکورہ بالا سے اسمبلی کے ووٹ دینے والے ہیں اس تحریر کے ذریعہ آگاہ کیا جاتا ہے اور مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ صاحب موصوف کے حق میں اسمبلی کی ممبری کیلئے ووٹ دیں۔ اور اپنے دوستوں سے بھی ووٹ دلانے کی ہر جائز سعی فرما کر مشکور فرمائیں۔

ناظر امور عامہ قادیان

اس صفحہ پر درج شدہ اشتہارات کی صحت کے ذمہ دار صرف مشتہر ہیں نہ کہ الفضل (ایڈیٹر)

دشمن کُش حربے

اے احمدی برادران! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مجھے افسوس ہے کہ آپ نے سلسلہ کے سیاہ دشمن امرتسری ہرزہ درا کو پھر جرأت دلا دی کہ وہ ہر ہفتہ نعل در آتش ہو کر سلسلہ عالیہ کے خلاف زہر اُگلتا اور بکواس کرتا رہتا ہے گو آجتک وہ اپنے منصوبہ میں خائب و خاسر ہے مگر بعض احمدی دوست ہر ہفتہ ایک نہ ایک خط لکھتے رہتے ہیں کہ ثناء اللہ کے چیلے یہ اعتراض کرتے ہیں وہ اعتراض کرتے ہیں اسکا کیا جواب ہے۔ اور فلاں الہام پر فلاں سوال کرتے ہیں اسکا کیا جواب ہے جس سے مجھے معلوم ہوتا ہے کہ احمدیہ لٹریچر خصوصاً مخالفین سلسلہ کے جواب جو ہر ایک دشمن ہر اعتراض کے متعلق بار بار شائع ہوتے رہتے ہیں ہمارے بھائی بالکل نہیں پڑھتے۔ بلکہ ادھر توجہ ہی نہیں کرتے۔ بنا بریں میں نے یہ مناسب سمجھا کہ ایک مکمل فہرست اس ذخیرہ کی جو دشمنان سلسلہ کے جوابات کا ہے آپ تک پہنچا دوں اور درخواست کروں کہ آپ فوراً ہی ان کتابوں کا ایک ایک نسخہ منگا کر اپنے پاس رکھیں اور خوب غور سے انکا مطالعہ کریں تا ہر ایک مخالف کا منہ بند کرنیکے واسطے ہمہ تن مستعد ہو جائیں۔ یہ پورا سٹ کوئی دس بیس روپیہ کے خرچ کرنے پر نہیں ملتا صرف چند پیسوں پر گھر بیٹھے آ سکتا ہے۔ البتہ توجہ اور شوق اور جوش کی ضرورت ہے۔ اس مکمل سٹ کی مجموعی قیمت چھ روپیہ آٹھ آنہ علاوہ محصول ڈاک ہے۔

ثنائی فرار اور مباہلہ سے انکار ۔ اس رسالہ میں مولوی ثناءاللہ کی دستخطی تحریروں سے یہ امر پایۂ ثبوت کو پہنچا دیا ہے کہ امرتسری مذکور کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جس مباہلہ کیلئے چیلنج دیا تھا اُس سے اس نے نہایت بزدلی اور بے ایمانی سے فرار کر کے اپنی قوت ایمانی کی پردہ دری کر دی ہے۔ نایاب رسالہ۔ قیمت ۲/

فیصلہ الٰہی اور ثنائی روسیاہی ۔ اس رسالہ میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ حضرت صاحب نے جو اشتہار بطور مباہلہ آخری زمانہ میں امرتسری کے نام شائع کیا تھا اُس سے امرتسری نے انکار کر کے اپنے کذب اور حضرت مرزا صاحب کے صدق پر اپنے ہاتھ اور قلم اور زبان سے مہر کر دی۔ لاجواب رسالہ۔ قیمت ۲/

چودھویں صدی کا یہودی ۔ امرتسری ملّا نے اہلحدیث اخبار میں یہ تسلیم کر لیا تھا کہ اس کی حیثیت احمدی سلسلہ کے مقابلہ میں ایک یہودی۔ ایک عیسائی۔ ایک آریہ کی ہے۔ لہذا اسکی مسلمہ تحریر کی بنا پر اس رسالہ میں تین طرح سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا ایسا ثبوت پیش کیا گیا ہے کہ نہ مثیل یہود ہو کر نہ مثیل نصاریٰ بنکر نہ مثیل آریہ کہلا کر امرتسری سے اس کی تردید ہو سکی اور نہ اسکو اسکے جواب کی جرأت ہوئی۔ بے مثال رسالہ ہے۔ قیمت ۵/

ثنائی ہرزہ درائی ۔ امرتسری نے خاکسار ایڈیٹر فاروق کی ضربوں کی برداشت نہ کر کے حضرت خلیفۃ اولؓ کے دربار میں پکار کی تھی کہ قاسم علی سے میرا پیچھا چھڑایا جائے۔ مگر افسوس ہائے وا اسکی بے بسی کی بھی غرض مدعا صیاد جان چھوڑ دے اپنے شکار کی۔ اسلئے میں نے اسکے جواب میں یہ رسالہ لکھا جسمیں ردیف وار الف سے لیکر یے تک اسکی گالیاں جو اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور دیگر اکابرین

سلسلہ کو دی تھیں نقل کر کے میزان لگائی جو ۳۳۳ ہوتی تھی اور دکھایا کہ اس نے مرید قاتل خنزیر کا ہو نہیں۔ عادت ہے اپنے مجھ بڑے شکار کی۔ یہ بے نظیر رسالہ۔ قیمت ۵/

صادق کلمات بجواب ثنائی ہفوات ۔ امرتسری یاوہ گو نے "ہفوات مرزا" ایک ٹریکٹ لکھا تھا۔ اسکا جواب ترکی بہ ترکی دندان شکن نہایت زبردست اس رسالہ میں دیا گیا ہے۔ قیمت صرف ۴/

ثنائی فوٹو ۔ اسمیں امرتسری کا اصلی فوٹو ایسا کھینچا گیا ہے کہ جسکو دیکھ کر امرتسری کو خود ہی اپنے چہرہ سے نفرت ہو گئی ہے۔ اس رسالہ میں آٹھ دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقابلہ میں مباہلہ کے واسطے اسکو بلایا گیا تو اس نے ہر دفعہ نہایت ذلیل اور رکیک بہانے کر کے جان بچانیکی کوشش کی۔ یہ فوٹو نہایت ہی مدلل اور مکمل ہے۔ قیمت صرف ۴/

مرقع ثنائی ۔ یہ وہ مرقع ہے جو امرتسری کو زندہ درگور کر دیتا ہے۔ اسمیں اسکی وہ تصویر اتاری گئی ہے جسکو ہمیشہ وہ مخفی رکھ کر لوگوں سے چھپاتا رہتا ہے یعنی ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء والے اخبار اہلحدیث کا پرچہ حرف بحرف سطر بسطر صفحہ بصفحہ لیا گیا ہے جسمیں اسنے آخری فیصلہ والے اشتہار کے جواب میں انکار مباہلہ کر کے یہ کہا تھا کہ مفتری اور کذاب دغا باز کو خدا تعالیٰ زندہ رکھا کرتا ہے اور صادق راستباز کو وفات دیدیتا ہے اور نظیر میں مسیلمہ کذاب اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کر دیا تھا۔ جس کے مطابق حضرت صاحب کو خدا نے مثیل محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور امرتسری کو مسیلمہ کذاب بنا کر دکھا دیا۔ قیمت ۴/

بلعم ثانی ۔ ڈاکٹر عبد الحکیم خان مرتد پٹیالوی کی پیشگوئی پر مفصل اور لاجواب بیرکن بحث۔ اس رسالہ میں ایسے طرز سے کی گئی ہے کہ جسکی تردید مخالفین کے اگلے اور پچھلے زندے اور مردے بھی جمع ہو کر کرنا چاہیں تو ناممکن ہے اور اسکی پیشگوئی کے لفظ "کو" اور "تک" پر ایسی تقریر اور وہ ثبوت دیا ہے جس سے اسکا "تک" خاک میں ملکر دریا برد ہو گیا ہے۔ اور حضرت صاحب کے متعلق اسکی پیشگوئی ایسی غلط ہوئی ہے کہ جس سے بڑھ کر اسکی ذلت کی مزید تلاش بے سود ہے۔ قیمت صرف ۴/

التشریح الصحیح لالہامات المہدی والمسیح ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ۲۹ الہامات کی تشریح دلائل قاطعہ سے اقوال ائمہ سے نظائر حدیث سے آیات قرآنی سے لغات عرب سے۔ حالات بزرگان دین سے ایسی کیگئی ہے اور مخالفین کے اُن تمام اعتراضات کا جو وہ ان الہامات پر آئے دن ہر جگہ کرتے رہتے ہیں ایسا قلع قمع کر دیا ہے کہ دشمنوں کو جائے قرار اور یارائے گفتار نہیں رہا۔ یہی وہ الہامات ہیں جنپر غیر احمدی اور علماء طرح طرح کے اعتراضات کرتے رہتے ہیں یہی کتاب کو ہر ایک احمدی کا اپنے پاس رکھنا ہے۔ قیمت

آئینہ حق نما بجواب الہامات مرزا ۔ امرتسری کے رسالہ "الہامات مرزا" کا مکمل جواب۔ یہ ضخیم کتاب ہے اس رسالہ پر امرتسری کو بڑا ناز تھا مگر اسکی ایسی دھجیاں اُڑا دی ہیں کہ دیکھنے پر منحصر ہے۔ قیمت ۱۲/

علماء خلف ۔ اس رسالہ میں زمانہ حال کے اُن علماء کا کچا چٹھا امرتسری اور اسکے ہمخیال اور ہم مذہب علماء کی اندرونی حالت اور انکی باہمی فتوے بازیاں اور پرنہ دریاں انکی اپنی تحریروں سے دکھا کر ایسا ناطقہ بند کیا ہے کہ امرتسری چلا اٹھا تھا۔ قیمت صرف ۳/

خلافت محمود و مصلح موعود مولوی محمد علی امیر پیغام کے رسالہ المصلح موعود کا لطیف جواب اور خلافت محمود کا بین ثبوت قیمت ۲/

النبوۃ فی الالہام ۔ اس رسالہ میں حضرت مسیح موعود کے الہامات سے پیغام پارٹی کے مقابلہ میں نبوت مسیح موعودؑ کا ناقابل تردید ثبوت پیش کیا گیا ہے۔ قیمت ۲/

النبوۃ فی الاحادیث ۔ اسمیں آنحضرت صلعم کی احادیث شریفہ سے غیر احمدیوں کے مقابلہ میں حضرت مسیح موعود کی نبوۃ کا ثبوت دیکر غیر احمدی جن احادیث کو مانع نبوت سمجھ کر پیش کیا کرتے ہیں انکا جواب

۴۔ اور احادیث کے صحیح معنے ظاہر کر دئے ہیں [illegible] النبوت [illegible] مشتاق احمد [illegible] فاروق [illegible] قادیان [illegible]

مختصر خبریں

حال میں پالکھی پور اور بلیس (بنگال ناگپور ریلوے) کے درمیان ایک سو تین میل لائن سیلاب کی رو میں آگئی ہے۔

— مصر کے انتخابات میں زاغلول پاشا کی پارٹی کامیاب ہوئی۔ اور زاغلول بغیر مقابلہ ممبر منتخب ہو گئے۔

— جن یونانی افسروں کو بغاوت کے جرم میں سزا دی جانے والی تھی۔ بعض پارٹیوں کی مداخلت کے باعث حکومت نے اعلان کیا ہے۔ کہ ان سزاؤں کو آئندہ اطلاع تک ملتوی کر دیا گیا ہے۔

— برلن میں ہر سٹریسمین نے اپنی تقریر کے دوران میں فرانسیسی رویہ کا ذکر کرنے کے بعد کہا کہ حکومت سابق ولیعہد کی حوالگی کے مطالبہ کو مسترد کر دیگی۔

— ایمسٹرڈم کے اخبار میں شائع ہوا ہے کہ سابق ولیعہد جرمنی نے اپنے باپ کے مکان واقعہ دورن سے کچھ سامان خرض لیا تھا۔ سامان جہاز میں رکھا گیا لیکن سابق قیصر نے اپنے خورد دار ول کو ہدایت کی کہ سامان مذکور کو ضبط کر لیا جائے۔

— ۱۹ نومبر کو ناگپور کے ہندوؤں نے کرتکی اکادشی کے تیوہار کا جلوس نکالا۔ گورنر نے فساد کے اندیشہ سے علی الصبح سے نو بجے شام تک مسلمانوں کی نماز کے اوقات معین کر دیئے تھے۔ اور ہندوؤں کو شارع عام سے جلوس نکالنے کی اجازت دیدی تھی بدیں شرط کہ مسجدوں کے قریب باجا آہستہ بجائیں اور نماز کے اوقات میں نہ بجائیں۔ لیکن جب جلوس مسجد کے پاس سے گزرنے لگا تو جھگڑا ہو گیا۔ اور مار پیٹ ہوئی۔

— ۲۹ دسمبر سے یکم جنوری تک انجمن علمائے [illegible] کا [illegible] اجلاس [illegible] کے مسجد [illegible] میں منعقد ہوگا۔ اس جماعت کا اجلاس تین سال بعد ہوا کرتا ہے۔ جس میں آئندہ کام کرنے کی تجاویز سوچی جاتی ہیں۔

— سردار روڑ سنگھ جو اکالی لیڈروں کی گرفتاری کے بعد شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی کے صدر بنائے گئے تھے۔ ۲۰ نومبر کو امرتسر میں گرفتار ہو گئے۔ پولیس عرصہ سے ان کی تلاش میں تھی۔

— مسلسل بارش سے شمالی ویلز، لنکاشائر [illegible] اور ڈربی شائر کے بڑے بڑے علاقوں میں طوفان نمودار ہوا ہے سالہا شدید کہ پچاس سال تک اسکی نظیر نہیں ملتی۔ سیلاب کے باعث سلسلہ آمد و رفت منقطع ہے چار سو مکانات کے بعض حصے زیر آب ہیں۔

— ترکی کے مشرقی ریلوں کے ملازمین نے سٹرائک کر دی ہے اور اپنے مشاہرہ میں ۳۰ فیصدی کے اضافہ کا مطالبہ کیا ہے۔

— لنڈن کی خبر ہے کہ وائنا (دارالسلطنت آسٹریا) کی یونیورسٹی میں یہودیوں کے خلاف سخت فساد رونما ہو رہے ہیں۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ یونیورسٹی کو غیر معینہ وقت تک کے لئے بند رکھنا پڑا۔ ۵۰۰ طلباء نے یونیورسٹی پر حملہ کر کے یہودی طلباء کو مجبور کیا کہ وہ یونیورسٹی سے نکل جائیں۔

— ٹائمز کا نامہ نگار متعینہ میونخ رقمطراز ہے کہ یہ جدوجہد کی جا رہی ہے کہ شاہزادہ روپرٹ سابق ولیعہد جرمن کو بویریا کا بادشاہ بنایا جائے اور اعلان کر دیا جائے کہ بویریا کی شہنشاہیت کا حقدار قیصر ولیم کا شہزادہ ہے۔ گو شہزادہ کے خیال میں اس دعویٰ کرنے کا ابھی وقت نہیں آیا۔

— پیرس کی خبر ہے کہ سابق ولیعہد جرمن نے باضابطہ طور پر تخت سے دست برداری کا اعلان کر دیا ہے اور جرمن حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ سابق قیصر کو واپسی کی اجازت نہ دے۔

— اکسفورڈ کی خبر ہے کہ سرکاری طور پر اعلان ہوا ہے کہ جنوبی افریقہ کے وزیر اعظم جنرل سمٹس کی موجودگی سے فائدہ اٹھا کر انتظام کیا گیا ہے کہ آئندہ سال ولیعہد انگلستان جنوبی افریقہ کی سیاحت کریں۔ [illegible] اضافہ ہوگا۔

— پیرس کی خبر ہے کہ جب روس کے موضع [illegible] گے روسیوں نے شاہی خاندان کو قتل کر دیا تو حکومت کے حکم سے مقتولوں کے سر تن سے کاٹ ڈالے گئے۔ اور انہیں شراب کے مٹکوں میں رکھا گیا اور نعشیں جلادی گئیں۔ سر ماسکو کے عجائب گھر میں رکھے گئے ہیں۔

— ڈبلن دارالسلطنت آئرلینڈ کی خبر ہے کہ ایک شخص ڈینس بیری ۳۵ روز سے فاقہ کشی کئے ہوئے تھا۔ ۲۰ نومبر کو اسکا نیوبرج میں انتقال ہو گیا۔

— لنڈن سے رائٹر خبر بھیجتا ہے کہ سفیروں کی کانفرنس نے عارضی طور پر یہ فیصلہ کیا ہے کہ اتحادی سابق ولیعہد جرمن کے ملک سے اخراج کا مطالبہ نہ کریں۔ بلکہ اسبات پر زور دیں کہ جرمن حکومت اسکی نیک چلنی کی ضمانت دے۔

— مسٹر گاندھی جیل میں لنگوٹ کے سوا کوئی کپڑا نہیں پہنتے۔ روئی بالکل چھوڑ رکھی ہے۔ البتہ دودھ پیتے ہیں۔ چرخہ کاتتے اور چکی پیستے ہیں۔

— گرفتار شدہ اکالی لیڈروں کی امداد کے لئے ایک اکالی ڈیفنس کمیٹی بنائی گئی ہے جسکے صدر لالہ لاجپت رائے اور ممبر مالویہ اور نہرو وغیرہ ہیں۔

— ناگپور میں ۱۹ نومبر کی رات کو مسلمانوں کو جو شطرنج پورہ سے واپس آرہے تھے کوشٹی قوم کے ہندوؤں نے زدوکوب کیا۔ آٹھ مسلمان شدید زخمی ہوئے۔ ۲۱ نومبر کو ۲ ہزار کے قریب کوشٹیوں اور ہندوؤں نے جو لاٹھیوں سے مسلح تھے اپنی دوکانوں کی طرف جانے سے روک دیا۔ ہندو رہنماؤں نے لاٹھیاں تقسیم کیں۔ بعض کانگریسی ہندوؤں نے ہندوؤں کو مٹھائی کی دعوت دی۔

— علیگڑھ کی خبر ہے۔ صاحبزادہ آفتاب احمد خاں نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ مسلم یونیورسٹی علیگڑھ کی وائس چانسلری کا عہدہ قبول کرنیکو تیار ہیں۔

— نواب سر بہرام خاں بالقابہ جو کونسل آف سٹیٹ کے خاص رکن تھے ۲۰ ماہ حال کو فوت ہو گئے۔

— مصر میں فرعون کے مقبرہ کی کھدائی شروع ہے۔ اندر کی تصاویر اتارنے کیلئے بجلی کی روشنی لگائی گئی جو دس ہزار موم بتیوں کی طاقت رکھتی ہے۔

باہتمام شیخ عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر شائع ہوا۔